1966_1_255_261

1 ایس۔سی۔آر سپریم کورٹ رپورٹس 1966

مٹوکدھاری سنگھ اور دیگران

بنام

جناردن پرساد

20 جولائی 1965

اے۔کے۔سارکر ،ایم۔ہدایت اللہ اور وی۔راماسوامی،جسٹسز۔

ضابطہ فوجداری، دفعہ 417، 423-مجسٹریٹ کا ملزم کو ان الزامات سے بری کرنا جن کے سلسلے میں اس کا دائرہ اختیار تھا-ان الزامات کے شواہد کو نظر انداز کرنا جن کے سلسلے میں اس کا دائرہ اختیار نہیں تھا-ہائی کورٹ نے بری ہونے اور دوبارہ مقدمے کی سماعت کا حکم دیا-ہائی کورٹ کے حکم کی قانونی حیثیت۔

اپیل گزاروں پر مدعا علیہ کی شکایت پر اعزازی مجسٹریٹ کے سامنے تعزیرات ہند کی دفعہ 420، 468، 406 اور 465 / 471 کے تحت جرائم کے لیے مقدمہ چلایا گیا اور انہیں بری کر دیا گیا۔مجسٹریٹ نے شکایت کنندہ کی دفعہ 467 تعزیرات ہند کے تحت فرد جرم عائد کرنے اور ملزم کو کورٹ آف سیشنز میں پیش کرنے کی درخواست کو مسترد کر دیا۔شکایت کنندہ نے بری ہونے کے خلاف ہائی کورٹ میں اپیل کی۔ہائی کورٹ نے فیصلہ دیا کہ شواہد سے پہلی نظر میں دفعہ 467 کے تحت جرم کا انکشاف ہوا ہے اور اگرچہ شکایت میں اس دفعہ کا ذکر نہیں کیا گیا ہے لیکن یہ مجسٹریٹ کا فرض ہے کہ وہ کیس کو سیشن تک پہنچائے۔اس کے مطابق اس نے بری ہونے کے فیصلے کو ایک طرف رکھ دیا، اور دوبارہ مقدمے کا حکم دیا۔اپیل کنندگان خصوصی اجازت پر اس عدالت میں آئے تھے۔

اپیل گزاروں کی جانب سے یہ دلیل دی گئی کہ مجسٹریٹ کے سامنے مقدمہ، جہاں تک یہ گیا، دائرہ اختیار کے ساتھ تھا اور اسے صرف اس وجہ سے خارج نہیں کیا جا سکتا کہ ہائی کورٹ کا خیال تھا کہ دفعہ 467 کے تحت الزام تیار کیا جا سکتا ہے، اور یہ کہ اس طرح کی کارروائی کوڈ آف کرمنل پروسیجر کی دفعہ 423(1) کے ذریعے زیر غور نہیں ہے۔

منعقد: (i) اگر مجسٹریٹ نے متعلقہ شواہد پر اپنا ذہن لگایا ہوتا تو وہ دیکھتا کہ مرکزی جرم دفعہ 471 کے ساتھ دفعہ 467 کے تحت تھا اور دیگر جرائم ماتحت تھے۔اس طرح اس کے لیے یہ مناسب نہیں تھا کہ وہ صرف ایسے جرائم کی سماعت کا انتخاب کرے جن پر اس کا دائرہ اختیار ہو اور دوسرے جرم کو نظر انداز کرے جس

پر اس کا کوئی جرم نہیں تھا۔اس کا فرض واضح طور پر دفعہ 467 کے تحت الزام تراشی کرنا اور اپیل گزاروں کو کورٹ آف سیشن کے سامنے اپنے مقدمے کا سامنا کرنے کا پابند کرنا تھا۔(259G)

(ii) یہ دعوی کرنا غلط ہے کہ اس معاملے میں ہائی کورٹ کا کوئی دائرہ اختیار نہیں تھا کیونکہ اعزازی مجسٹریٹ کے سامنے مقدمہ (جہاں تک گیا) دائرہ اختیار میں تھا۔اگر ایسا ہوتا تو کوئی علاج نہیں ہوتا جب بھی کوئی مجسٹریٹ اسے اس کے دائرہ اختیار سے ہٹانے کے سنگین الزامات کو خارج کرتا اور صرف ان لوگوں پر مقدمہ چلاتا جو اس کے دائرہ اختیار میں ہوتے۔(260B-C)

ڈاکٹر سن مکھ سنگھ تیجا سنگھ یوگی بنام ایمپرر اے۔آئی۔آر۔1945 سندھ 125۔منظور شدہ۔

اگر چہ ہائی کورٹ بری ہونے کے حکم کو کالعدم قرار دینے اور دوبارہ مقدمے کی سماعت کا حکم دینے میں ہچکچاہٹ کا شکار ہوسکتی ہے، لیکن ضابطہ اخلاق کے تحت اسے ایسا کرنے کا دائرہ اختیار حاصل ہے اگر مقدمے کا انصاف واضح طور پر اس کا مطالبہ کرتا ہے اور ثبوت کے ذریعے ظاہر کیے گئے سنگین جرم کے الزام سے خارج ہونے کا معاملہ ان حالات میں سے ایک ہے جس میں طاقت کا مناسب استعمال کیا جا سکتا ہے خاص طور پر جب اس کے ذریعے بنائے گئے جرم کے الزام سے ٹرائل کورٹ کا دائرہ اختیار ختم ہو جاتا۔(260D-E)

ابیناش چندر بوس بنام بمل کرشنا سین، اے۔آئی۔آر۔1963 ایس۔سی۔316، اوکھا کو لھے بنام ریاست مہاراشٹر۔اے۔آئی۔آر۔1963 ایس۔سی۔1531، برہم دیو رائے اور دیگر بنام کنگ ایمپرر، اے۔آئی۔آر۔1926 پیٹ۔36، بلگو بند ٹھاکر اور دیگر بنام کنگ ایمپرر، اے۔آئی۔آر۔1926 پیٹ۔393 اور کے۔ای۔وی۔راز یا بھاگ وانتا، 4 بوم۔ایل آر 267، حوالہ دیا گیا۔

فوجداری اپیلیٹ کا دائرہ اختیار: 1965 کی فوجداری اپیل نمبر 26۔

1962 کی فوجداری اپیل نمبر 66 میں پٹنہ ہائی کورٹ کے 10 اگست 1964 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔

اپیل گزاروں کی طرف سے آر۔کے۔گرگ، ایس۔سی اگروالا اور ڈی۔پی۔سنگھ۔

ڈی۔گوبردھن، مدعا علیہ کے لیے۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

ہدایت اللہ، جسٹس۔7 مئی 1965 کو جاری کردہ ایک حکم کے ذریعے، ہم نے اس اپیل کو مسترد کرنے کا حکم دیا لیکن اپنی وجوہات محفوظ کر لیں جواب ہم دینے کے لیے آگے بڑھتے ہیں۔

پانچوں اپیل گزاروں پر مدعا علیہان جناردن پرساد کی جانب سے اعزازی مجسٹریٹ، فرسٹ کلاس، جہان آباد کے سامنے تعزیرات ہند کی دفعہ 420، 468، 406، 465 / 471 کے تحت جرائم کی شکایت پر مقدمہ چلایا گیا۔ انہیں 31 اگست 1962 کو بری کر دیا گیا۔ شکایت کنندہ نے کوڈ آف کرمنل پروسیجر کی دفعہ (3) 417 کے تحت پٹنہ میں ہائی کورٹ سے خصوصی اجازت حاصل کی اور ان کی بری ہونے کے خلاف اپیل دائر کی۔ ہائی کورٹ نے بری ہونے کے فیصلے کو کالعدم قرار دے دیا اور کیس کو گیا کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے پاس اس ہدایت کے ساتھ بھیج دیا کہ اس معاملے کی تحقیقات کوڈ کے باب XVIII کے تحت دفعہ 208 کے تحت ثبوت لینے کے مرحلے سے کی جائے، جس کا مقصد کورٹ آف سیشن میں ان کے ارتکاب کو مدنظر رکھنا ہے۔ اپیل کنندگان اب ہائی کورٹ کے فیصلے اور حکم کے خلاف خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل کرتے ہیں۔ استغاثہ کے مقدمے کے حقائق اب مختصر طور پر بیان کیے جا سکتے ہیں۔

جناردھن پرساد اور ان کے بھائی جنگل پرساد الگ تھے، موجودہ واقعہ سے پہلے، انہوں نے اپنی زمینوں کو میٹس اور بونڈس کے لحاظ سے تقسیم کیا تھا۔ گاؤں کلپا کلان میں پلاٹ نمبر 1810 اور 1811 جنگل کے حصے میں گر گئے اور اسی گاؤں میں پلاٹ نمبر 1699 جناردھن کے حصے میں گر گیا۔ جنگل پرساد کے پلاٹ متلکدھاری اور اس کے بھائیوں رامیشور سنگھ اور دھنکدھاری سنگھ (پہلے تین اپیل کنندگان) کے دلان کے قریب ہیں اور انہوں نے ان کا لالچ کیا۔ جناردھن نے الزام لگایا کہ انہوں نے ان دو پلاٹوں کے آدھے رقبے کے حوالے سے جعلی سیل ڈیڈ بنایا اور رجسٹریشن کے لیے دستاویزات پیش کیں۔ جناردھن ناراض تھا لیکن دیوکی لال اور چھٹری لال (اپیل کنندہ 4 اور 5) کی ثالثی پر تنازعہ پر سمجھوتہ کیا گیا اور اس بات پر اتفاق کیا گیا کہ جناردھن پلاٹ نمبر 1699 اور دوسرے پلاٹ نمبر 1491 کے آدھے حصے کے لیے سیل ڈیڈ پر عمل درآمد کرے گا جبکہ ماتکدھاری اور اس کے بھائی دھنکدھاری سنگھ نے اپنے ایک پلاٹ (نمبر 1797) میں سے 0.10 ایکڑ کے بدلے میں اسے فروخت کرنے پر رضامندی ظاہر کی۔ شکایت کنندہ نے مذکورہ دو پلاٹوں کے سلسلے میں دو سیل ڈیڈز پر عمل درآمد کیا اور دھنکدھاری سنگھ نے پلاٹ نمبر 1797 کے سلسلے میں سیل ڈیڈ پر عمل درآمد کیا جیسا کہ اس کے نام پر تھا۔ مؤخر الذکر فروخت کا دستاویز جناردھن کے بیٹے کے حق میں لیا گیا تھا۔ تمام دستاویزات دیوکی لال نے چھٹری لال کی مدد سے لکھی تھیں اور انہیں رجسٹریشن کے لیے پیش کیا گیا تھا۔ رجسٹریشن دفتر سے حاصل کی گئی رسیدیں پہلے رجسٹریشن کیس (جو 8 فروری 1960 کے لیے مقرر کیا گیا تھا) کا نتیجہ معلوم ہونے تک دیوکیلال کے پاس رہ گئی تھیں۔ جب جناردھن نے رسیدیں مانگی تو اسے روک دیا گیا۔ اسے بعد میں پتہ چلا کہ اس کے جعلی دستخط کر کے دونوں دستاویزات پہلے ہی واپس لے لی گئی

تھیں۔ ماتو کھدھاری نے جنار دھن اور دھنو کھدھاری کے ذریعے انجام دیا گیا وہ فروخت نامہ واپس لے لیا تھا جو خود نے انجام دیا تھا۔شکایت کنندہ کو دیو کی لال اور چھڈی لال نے یقین دلایا کہ اس کے بیٹے کے حق میں انجام دیا گیا دستاویز رامیشور سنگھ واپس کرے گا، جس کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے، لیکن رامیشور سنگھ نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔اس لیے شکایت درج کرائی گئی۔

جہان آباد کے سب ڈویژنل افسر نے تعزیرات ہند کی دفعہ 468، 406 اور 420 کے تحت نوٹس لیا اور کیس عزت معاب مجسٹریٹ نمٹانے کے لیے کو بھیج دیا۔ عزت معاب مجسٹریٹ نے تمام ملزموں کے خلاف تعزیرات ہند کی دفعہ 420 کے تحت الزامات عائد کیے۔ اس کے علاوہ، چھڈی لال اور دیو کی لال پر بالترتیب دفعہ 468، تعزیرات ہند اور دفعہ 406، تعزیرات ہند کے تحت مقدمہ درج کیا گیا۔ ماتکدھاری پر تعزیرات ہند کی دفعات 465 / 471 کے تحت الزام عائد کیا گیا تھا۔ان الزامات کی سماعت اعزازی مجسٹریٹ کے ذریعے کی جاسکتی ہے۔ کسی بھی اپیل گزار کے خلاف تعزیرات ہند کی دفعہ 467 کے تحت کوئی الزام نہیں بنایا گیا۔اگر یہ تیار کیا گیا ہوتا تو کیس کو کورٹ آف سیشن میں پیش کرنا پڑتا۔29 مارچ 1962 کو شکایت کنندہ نے ایک تحریری درخواست کے ذریعے کہا کہ ضابطہ اخلاق کے باب XVIII کے تحت کارروائی کی جائے لیکن مجسٹریٹ نے ملزم کو انجام دینے سے انکار کر دیا۔اسی مقصد کے لیے 28 جون 1962 کی ایک اور درخواست بھی مسترد کر دی گئی۔ مجسٹریٹ نے فیصلہ دیا کہ رجسٹرار کے دفتر سے رسیدیں سونپنے کا ثبوت تسلی بخش نہیں تھا اور دیو کی لال کو تعزیرات ہند کی دفعہ 406 کے تحت مجرم نہیں ٹھہرایا جاسکتا۔انہوں نے مزید مؤقف اختیار کیا، بنیادی طور پر اس بنیاد پر کہ کسی بھی تحریر کے ماہر کی جانچ نہیں کی گئی تھی، کہ یہ کہنا ممکن نہیں تھا کہ دستخطوں کی جعل سازی ہوئی تھی یا یہ کہ ماتکھدھاری نے رسیدوں کو جعلی ہونے کے علم میں استعمال کیا تھا۔ان نتائج پر اپیل گزاروں کو بری کر دیا گیا۔

ہائی کورٹ کے سامنے اپنی اپیل میں شکایت کنندہ نے مؤقف اختیار کیا کہ مجسٹریٹ کے سامنے مقدمہ دائرہ اختیار سے باہر تھا کیونکہ مجسٹریٹ کو باب XVIII کے تحت کارروائی کرنی چاہیے تھی تاکہ ملزم کو مقدمے کی سماعت کے لیے کورٹ آف سیشن میں پیش کیا جاسکے کیونکہ حقائق سے دفعہ 467، تعزیرات ہند کے تحت جرم کا انکشاف ہوتا ہے، جس کی سماعت خصوصی طور پر کورٹ آف سیشن کے ذریعے کی جاسکتی ہے۔انہوں نے دعوی کیا کہ جرم ان کے شواہد پر کیا گیا تھا اور چونکہ رجسٹریشن کی رسیدیں تعزیرات ہند کی دفعہ 30 کے تحت قیمتی سیکیورٹیز ہیں، اس لیے تعزیرات ہند کی دفعہ 467 کے تحت ایک الزام وضع کیا جانا چاہیے تھا۔اس دلیل کو ہائی کورٹ کی حمایت حاصل ہوئی اور یہ فیصلہ دیا گیا کہ اگرچہ شکایت میں دفعہ 467،

تعزیرات ہند کا ذکر نہیں کیا گیا تھا، لیکن اس دفعہ کے تحت الزام تیار کیا جانا چاہیے تھا۔ ہائی کورٹ نے نشاندہی کی کہ صحیح قانون کا اطلاق کرنا مجسٹریٹ کا فرض ہے اور اگر حقائق سے کسی ایسے جرم کا انکشاف ہوتا ہے جس کی خصوصی طور پر کورٹ آف سیشن کے ذریعے سماعت کی جاسکتی ہے تو اسے اس الزام کو مرتب کرنا چاہیے تھا اور اسے خارج کر کے کیس پر دائرہ اختیار نہیں سنبھالنا چاہیے تھا۔ ہائی کورٹ کی رائے میں دفعہ 467، تعزیرات ہند کے تحت الزام تراشی کے لیے پہلی نظر میں ایک مقدمہ موجود تھا، جس کا مطلب تھا کہ یہ مقدمہ کورٹ آف سیشن کے حوالے کیا جانا چاہیے تھا۔ اس کے مطابق بری ہونے کا فیصلہ الگ کر دیا گیا اور دوبارہ مقدمے کا حکم دیا گیا۔ اس اپیل میں فیصلے کو غلط اور بری ہونے والوں کے خلاف اپیلوں سے نمٹنے کے لیے اس عدالت کی طرف سے مقرر کردہ اصولوں کے خلاف قرار دیا گیا ہے۔

مسٹر گرگ اس عدالت کے دو مقدمات پر سختی سے انحصار کرتے ہیں۔ وہ ابیناش چندر بوس بنام بمل کرشنا سین اور انر اور اوکھا کو لھے بنام ریاست مہاراشٹر ہیں۔ انہوں نے دعوی کیا کہ مجسٹریٹ کے سامنے مقدمہ، جہاں تک یہ گیا، دائرہ اختیار کے ساتھ تھا اور اسے صرف اس وجہ سے الگ نہیں کیا جاسکتا تھا کہ ہائی کورٹ کا خیال تھا کہ دفعہ 467، تعزیرات ہند کے تحت الزام تیار کیا گیا ہوگا۔ وہ دعوی کرتا ہے کہ دفعہ (a)(1)423 کے تحت اس طرح کی کارروائی پر غور نہیں کیا جاتا ہے۔ فوجداری ضابطہ اخلاق جیسا کہ اس عدالت نے اوپر بیان کردہ دو مقدمات میں بیان کیا ہے۔ انہوں نے مزید برہم دیو رائے اور دیگر بمقابلہ کنگ ایمپرر، بلگو بندھا کرا اور دیگر بنام کنگ ایمپرر اور کے ای وی راجیہ بھگوانتا کا حوالہ ان مثالوں کے طور پر دیا جہاں مقدمے کی سماعت دائرہ اختیار میں ہونے کی وجہ سے، دوبارہ مقدمے کا حکم نہیں دیا گیا تھا حالانکہ یہ ہائی کورٹ میں پیش کیا گیا تھا کہ کچھ دوسرے جرائم جن کی سماعت خصوصی طور پر کورٹ آف سیشن کے ذریعے کی جاسکتی ہے جن کے ساتھ ملزم پر فرد جرم عائد کی جاسکتی ہے، کا بھی انکشاف کیا گیا تھا۔ ان مقدمات میں ہمیں حراست میں رکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ دوبارہ مقدمے کی سماعت کا حکم دینے کے ہائی کورٹ کے اختیار سے انکار نہیں کرتے۔ ان مقدمات میں ہائی کورٹس نے دوبارہ مقدمے کی سماعت کا حکم نہیں دیا کیونکہ ملزموں کو کم جرائم کا مجرم قرار دیا گیا تھا اور ان مقدمات کے تمام حالات میں عائد سزاؤں کو مناسب سمجھا جاتا تھا۔

اس عدالت کے دو مقدمات پر ہم نے راجیشور پرساد مشرا بنام ریاست مغربی بنگال میں غور کیا تھا۔ ہم نے وہاں نشاندہی کی ہے کہ مختلف وجوہات کی بناء پر دوبارہ مقدمے کی سماعت کا حکم دیا جاسکتا ہے جسے کسی مقررہ فارمولے میں بیان کرنا مشکل سے ضروری یا مطلوب ہے اور اس عدالت کے مشاہدات مثالی ہیں

لیکن مکمل نہیں ہیں۔ضابطہ وسیع صوابدیدی دیتا ہے اور جان بوجھ کر صوابدیدی کے استعمال کے لیے حالات کی وضاحت نہیں کرتا ہے کیونکہ عدالتوں کے سامنے آنے والے مقدمات کے حقائق انتہائی مختلف ہیں۔ہم نے نشاندہی کی کہ اس عدالت کے مشاہدات (کوڈ کے معنی کی وضاحت کرنے کے ارادے سے) کو پڑھنا درست نہیں ہوگا جیسا کہ صوابدید کی سخت حدود کی پیشگی نشاندہی کی گئی ہے جس کا کوڈ واضح طور پر ارادہ رکھتا ہے کہ مسائل کے جواب میں تیار کیا جائے۔ہم نے اپنی کچھ مثالیں دیں جو ان مشاہدات سے باہر تھیں لیکن جو مناسب صورتوں میں دوبارہ مقدمے کی سماعت کے حکم کے لیے بنیاد فراہم کر سکتی ہیں۔یہ معاملہ ایک مثال بھی پیش کرتا ہے جسے اس فہرست میں شامل کیا جا سکتا ہے۔ہائی کورٹ نے نشاندہی کی کہ اس بات کے شواہد موجود ہیں کہ رسیدوں پر توثیق جناردھن نے نہیں کی تھی۔جناردھن نے حلف پر انکار کیا کہ انہوں نے انہیں لکھا تھا اور کہا کہ وہ جواب دہندگان میں سے ایک نے لکھے تھے،جس کی تحریر سے انہوں نے واقف ہونے کا دعوی کیا تھا۔یہ ظاہر کرنے کے لیے پہلی نظر میں شواہد موجود تھے کہ رجسٹریشن کے لیے پیش کیے گئے دو دستاویزات جعلی رسیدوں کی بنیاد پر نکالی گئی تھیں۔جرح میں جناردھن کو کوئی تجویز نہیں دی گئی تھی کہ اس نے مٹوکدھاری یا دھنکدھاری کے حق میں رسیدوں کی توثیق کی تھی۔اگر اس نے توثیق نہیں لکھی ہوتی تو کسی اور نے ضرور لکھی ہوتی۔اس میں کوئی شک نہیں کہ تحریر کے ماہرین کی جانچ کی جا سکتی تھی۔مجسٹریٹ انڈین ایویڈنس ایکٹ کی دفعہ 73 کے تحت کارروائی کر سکتے تھے لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔اگر مجسٹریٹ نے اس مسئلے پر اپنا ذہن لگایا ہوتا تو وہ آسانی سے دیکھ لیتا کہ پہلی نظر میں جعل سازی کا مقدمہ بنا دیا گیا تھا۔اس کے بعد اسے غور کرنا چاہیے تھا کہ آیا رسیدیں قیمتی ضمانت تھیں یا نہیں۔اگر اس نے ایسا کیا ہوتا تو وہ دیکھتا کہ مرکزی جرم پہلی نظر میں دفعہ 467 کے تحت ہوتا،انڈین پینل کوڈ کو دفعہ 471 کے ساتھ پڑھا جاتا اور دیگر جرائم ماتحت تھے۔اس لیے اس کے لیے یہ مناسب نہیں تھا کہ وہ صرف ایسے جرائم کی سماعت کا انتخاب کرے جن پر اس کا دائرہ اختیار ہو اور دوسرے جرائم کو نظر انداز کرے جن پر اس کا کوئی اختیار نہیں تھا۔اس کا فرض واضح طور پر تعزیرات ہندی دفعہ 467 کے تحت الزام تراشی کرنا اور اپیل گزاروں کو کورٹ آف سیشن کے سامنے اپنے مقدمے کا سامنا کرنے کا پابند کرنا تھا۔

کوڈ کی دفعہ (3)417 کے تحت اپیل کی سماعت کرتے ہوئے ہائی کورٹ کے لیے یہ کھلا تھا کہ وہ مجسٹریٹ کو ایک ایسے جرم کے لیے الزام مرتب کرنے کی ہدایت کرے جو استغاثہ کے لیے شواہد کے ذریعے پہلی نظر میں قائم کیا گیا تھا اور یہ بھی حکم دے کہ ملزم کو سیشن عدالت میں پیش کیا جائے۔یہ دعوی کرنا غلط ہے کہ اس معاملے میں ہائی کورٹ کا کوئی دائرہ اختیار نہیں تھا کیونکہ اعزازی مجسٹریٹ کے سامنے مقدمہ (جہاں تک

گیا) دائرہ اختیار میں تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو کوئی علاج نہیں ہوتا جب بھی کوئی مجسٹریٹ اسے اس کے دائرہ اختیار سے ہٹانے کے سنگین الزامات کو خارج کرتا اور صرف ان لوگوں پر مقدمہ چلاتا جو اس کے دائرہ اختیار میں ہوتے۔ ہائی کورٹ نے سندھ چیف کورٹ کے ایک کیس کی پیروی کی جس کی رپورٹ ڈاکٹر سن مکھ سنگھ تیجا سنگھ یوگی بنام شہنشاہ میں دی گئی تھی جہاں اسی طرح کے حالات میں دوبارہ مقدمے کا حکم دیا گیا تھا۔ ہمیں اس فیصلے کا حوالہ دیا گیا تھا اور اسے پڑھنے پر ہمیں نہیں لگتا کہ ہائی کورٹ نے اسے درست مثال کے طور پر قبول کرنا غلط تھا۔ کیونکہ، ہائی کورٹ بری ہونے کے حکم کو کالعدم قرار دینے اور دوبارہ مقدمے کی سماعت کا حکم دینے میں کتنی ہی ہچکچاہٹ کا شکار ہوسکتی ہے، ضابطہ اخلاق کے تحت اسے ایسا کرنے کا دائرہ اختیار حاصل ہے، اگر مقدمے کا انصاف واضح طور پر اس کا مطالبہ کرتا ہے اور ثبوت کے ذریعے ظاہر کیے گئے سنگین جرم کے الزام سے خارج ہونے کا معاملہ، ان حالات میں سے ایک ہے جس میں طاقت کا مناسب استعمال کیا جا سکتا ہے، خاص طور پر جب جرم کا الزام، اگر تیار کیا جاتا، تو اس نے اپنے دائرہ اختیار کی عدالت کو بے دخل کر دیا ہوتا۔

مسٹر گرگ نے آخر میں پیش کیا کہ بری ہونے کو دوسرے دائرہ اختیار میں الگ نہیں کیا جاتا ہے اور انگریزی فوجداری قانون کی مثال دی۔ انہوں نے مزید کہا کہ دوسرے مقدمے کی سماعت کے انعقاد کے لیے بری ہونے کے فیصلے کو الگ کرنا ملزم کو "بے گناہی کے مفروضے کو تقویت دینے سے محروم کرتا ہے جو بری ہونے کا نتیجہ ہے"۔ جہاں تک پہلے جمع کرانے کا تعلق ہے، یہ کہنا کافی ہے کہ ہمارے مجرمانہ دائرہ اختیار میں دوبارہ مقدمہ چلانا ممکن ہے اور ہمیں دوسرے دائرہ اختیار سے رہنمائی حاصل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہائی کورٹ کو بڑی احتیاط اور احتیاط کے ساتھ کام کرنا چاہیے اور طاقت کا استعمال احتیاط سے اور صرف مداخلت کی ضرورت والے معاملات میں کرنا چاہیے۔ جہاں تک دوسرے کا تعلق ہے، اس بات پر غور کرنا ضروری نہیں ہے کہ بری ہونے سے بے گناہی کے مفروضے کو کس طرح اور کس حد تک تقویت ملتی ہے۔ یہ فقرہ کسی بھی صورت میں کسی ایسے مقدمے کو بیان کرنے کے لیے شاید ہی موزوں ہو جہاں ملزم کو ناجائز طور پر، یا دائرہ اختیار کے بغیر بری کر دیا جائے۔ بس اتنا کہا جا سکتا ہے کہ ان اپیل گزاروں کو ان کے پہلے مقدمے میں بے قصور سمجھا گیا تھا اور ان کے دوسرے مقدمے میں اس سے کم نہیں سمجھا جائے گا جب تک کہ ان کا جرم قانونی طور پر اور تمام معقول شک سے بالاتر ثابت نہ ہو جائے۔

ہمارے فیصلے میں ہائی کورٹ نے اپنے دائرہ اختیار میں کام کیا جب اس نے اپیل گزاروں کو بری کرنے کے فیصلے کو کالعدم قرار دیا اور ان کے مقدمے کی دوبارہ سماعت کا حکم دیا۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔

Sheikh Javiad Alam
2024.05.09 16:08
I am the author of this
document